تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱

اخبار الفضل

ہفتہ میں دو بار

قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

نمبر ۹۲	مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۲۴ء یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۲ شوال ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ ان دنوں حضور ایک تبلیغی مہم کے لئے خود بھی استخارہ فرما رہے ہیں۔ اور دوسرے بہت سے اصحاب بھی حضور کے ارشاد کے ماتحت استخارہ کر رہے ہیں۔

جناب چودہری فتح محمد خان صاحب ایم اے۔ جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب مسلم لیگ کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے تشریف لے گئے جناب چودہری ظفراللہ خان صاحب بھی شامل ہونگے۔

معاصر الحکم کا یادگاری نمبر آب و تاب کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ جن اصحاب نے پہلے خریداری کی درخواستیں نہیں بھیجیں۔ وہ اب بھیجدیں۔

نامہ نا مہ نگار نائیجیریا

جماعت کا اخلاص اور استقامت

سکرٹری تبلیغ الفا یو شع شوڈنڈے سکرٹری تبلیغ جماعت لیگوس جو ایک حادثہ موٹر میں زخمی ہو گئے تھے۔ اب اچھے ہیں۔ مخالفین سلسلہ نے مشہور کر دیا تھا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ مگر اللہ نے دشمنان دین کو نامراد کیا۔ اور نوجوان احمدی مبلغ نے پوری صحت کے ساتھ دوبارہ اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

جماعت کی ترقی کام ترقی کر رہا ہے۔ اور لوگوں کے قلوب سلسلہ عالیہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ نئے اصحاب روزانہ شامل سلسلہ ہوتے ہیں۔ بیعت فارم یوروبا زبان میں شائع کئے گئے ہیں۔ تازہ نو مسلمہ ایک مسیحی خاتون ہے۔ جس کا نام رشیدہ رکھا گیا۔ اور ایک احمدی نوجوان سے اس کا نکاح کر دیا گیا۔

ایک خطرہ مسٹر آگسٹو جو ولایت میں رہے ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب کے خیالات کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ جدت طبع کے باعث خواجہ صاحب سے بھی کچھ آگے ہیں۔ انکی خط و کتابت سے جماعت کو پہلے ان کی نسبت کچھ علم تھا۔ مگر اب تازہ خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت آنیوالے خطرہ سے آگاہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "آگسٹو نے کہا ہے کہ اس نے آنے سے قبل خواجہ کمال الدین کے ساتھ انتظام کیا ہے۔ کہ وہ آکر تمام مسلمانوں کو متحد کریں۔ آپ ہرگز فکر نہ کریں۔ ہم خدا کے فضل سے ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کے قابل ہیں۔ اگر خواجہ کمال الدین یہاں آئے تو وہ انشاء اللہ سلسلہ کے مقابل اپنی ناکامی دیکھیگا

بلادِ غیر میں تبلیغ اسلام

ایک مؤثر طریق سے تقریر

(مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کے قلم سے)

لنڈن میں لیکچر ۱۴ مارچ کو لنڈن کی ایک سوسائٹی میں جس کی مجلس منتظمہ کا خاکسار ممبر ہے میرا لیکچر تھا۔ موضوع تقریر "میرا سفر مغربی افریقہ" تھا تقریر کی تشریح بذریعہ "میجک لینٹرن" کی گئی۔ ۲۰۴ تصاویر پردہ پر دکھائی گئیں۔ اور حاضرین میں سے احمدی و غیر احمدی ہر شخص نے تقریر کو پسند کیا۔ اور الحمد للہ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو دلوں تک پہنچنے والی صورت میں پیش کیا گیا۔

لیکچر کس طرح دیا گیا سب سے پہلے پلیٹ فارم پر آ کر "سلسلہ احمدیہ" کا حاضرین سے تعارف کرایا۔ اور اس تعارف کے وقت "حضرت مسیح موعود" کی قد آدم برابر پوری تصویر پردہ پر تھی۔ اس نظارہ کو دیکھ کر کہ ایک طرف مسیح موعود ؑ بلندی پر کھڑے ہیں۔ بعد دوسری طرف حضور کا ایک غلام زبان انگریزی میں پر دلائل تقریر اسلام پر کر رہا ہے۔ حضور کا رویا مندرجہ ازالہ اوہام یاد آتا اور آئندہ اشاعت اسلام کی کامیابی کے متعلق پیشگوئی کے پورا ہونے کی اُمید اور یقین دلا کر مومنین کے قلوب میں ایمان کی لہریں بہاتا تھا۔ اس کے بعد مغربی افریقہ کا نقشہ دکھایا گیا۔ اور پھر افریقہ کے باشندوں کی نیم برہنہ و برہنہ تصاویر دکھائی گئیں۔ ازاں بعد نیر وعظ کرتا ہوا دکھایا گیا پھر عید کی نماز کی مختلف حالتیں دکھا کر بتایا گیا کہ فلاں فقرہ کے یہ معنے ہیں۔ اور احمدی عورتوں کا مہذب باپردہ لباس دکھا کر اصل افریقن عورت کے لباس کے ساتھ مقابلہ کیا گیا۔ اسی طرح دوسرے مقامات دکھائے گئے۔ بادشاہوں کے درباروں میں تبلیغ کا منظر دکھا کر اصل کلمات تقریر بیان کئے گئے۔ غرض نائجیریا اور گولڈ کوسٹ کی تصاویر مدرسہ کے طلباء و اساتذہ اور مبلغین کا کام دکھانے کے علاوہ ساتھ سلسلہ کی اصل تعلیم بھی پیش کی گئی۔ ضمناً احمدی مبلغ یورپ و امریکہ ڈیکھرام و ڈوئی (بہر دو کی حالت صحت اور بعد کی) تصویریں دکھا کر کاذب کا حشر دکھایا میرا دل حمد الٰہی سے پُر ہے۔ کہ ایک مؤثر طریق سے لوگوں تک پہنچنے کا موقعہ مل گیا۔ الحمد للہ۔ میں انتظام کر رہا ہوں کہ یہ تقریر انگلستان کے مختلف حصوں میں ہو جائے۔

الفا شیبا کی تقریر لیکچر کے بعد حاضرین نے بعض سوالات کئے۔ اور ان کے تسلی بخش جوابات دئے گئے۔ اس کے بعد عزیز مولوی محمد اسمٰعیل شیبا نائب امام لیگوس نے جو اس وقت لنڈن دار التبلیغ میں مہمان ہیں۔ تقریر کی۔ اور کہا۔ "میں ان تمام بیانات کی جو میرے آقا مولوی صاحب نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ تصدیق کرتا ہوں۔ اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو مفید کام مغربی افریقہ میں سلسلہ احمدیہ نے کیا ہے۔ اس کا تعلق محض دیکھنے سے ہے۔ اور میں انگلستان میں صرف مولوی صاحب کو ملنے آیا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ لوگ بھی حضرت مسیح موعود ؑ کی تعلیم سے فائدہ اُٹھائیں گے۔"

نو مسلم ایک نو مسلم لکھتے ہیں۔ "میں سابق آرنلڈ لوول حال ناصر احمد آج اقرار اسلام کرتا ہوں۔ میرے تبدیل مذہب کی وجہ یہ ہے کہ مسیحیت کو میں ناکام پاتا ہوں۔ مجھے یسوع مسیح کی خدائی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ میں ایمان لایا کہ موسیٰ و عیسیٰ و دوسرے نبی اور ہماری سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہیں۔ میں آج اس سلسلہ احمدیہ کا ممبر ہوتا ہوں۔ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان میں ہے اور شاخ لنڈن ۶۳ ملروز روڈ۔ ایس۔ ڈبلیو ۱۸ ہے"۔

دوسری تبلیغی کوششیں موسم کے تغیر کے ساتھ کھلی ہوا کے اجلاس میں بڑی رونق ہے۔ سینکڑوں مخلوق خدا کی زمین قلوب میں اسلام کا بیج بویا جا رہا ہے۔ جلوس میں مختلف اشیاء و یورپ کے ممالک کے لوگ دیکھے جاتے ہیں۔ تقسیم لٹریچر اور مختلف مذاہب کے جلسوں میں جانے کی خدمت بھی سرانجام دی جاتی ہے

مرکزی لائبریری کی تکمیل

احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ دفتر تالیف و تصنیف کی طرف سے الفضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۳ء میں ایک لائبریری کے کھولے جانے کے متعلق اعلان کیا گیا تھا۔ اور یہ تحریک کی گئی تھی کہ جو دوست اس میں کتابیں دے سکتے ہیں۔ وہ دیں۔ اور یہ بھی مفصل طور پر بتایا گیا تھا کہ ہمیں کس کس قسم کی کتابوں کی ضرورت ہے۔ اس تحریک کے مطابق بعض دوستوں نے چند کتابیں بھیجیں۔ اور بعض نے دینے کا وعدہ کیا۔ ہم ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن وہ دوست بہت تھوڑے ہیں جنہوں نے کتابیں دی ہیں یا دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے میں دوبارہ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں جلد سے جلد حصہ لیں۔ اور وہ اصحاب جنہوں نے اپنے مذاق کے مطابق کتابیں جمع کی ہوئی ہیں اگر وہ اس بات کے لئے تیار ہوں کہ ان کی کتابیں ان کے نام سے اس لائبریری میں رکھی جاویں تو ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی کتب کی فہرست بھیجدیں۔ تاکہ جو کتب مطلوب ہوں۔ وہ ان سے منگوالی جائیں۔

جو دوست کتب نہیں دے سکتے۔ وہ روپیہ بطور عطیہ دے سکتے ہیں تاکہ اس سے کتابیں خرید لی جاویں۔

خاکسار شیر علی۔ دفتر تالیف و تصنیف۔ قادیان

ایک ضروری اعلان

کیا کوئی احمدی بی اے وقف کنندہ اپنے آپ کو احمدیہ مڈل سکول کاٹھ گڑھ کے لئے جب تک کہ سکول باقاعدہ ایڈڈ نہیں ہو جاتا۔ مبلغ تیس روپیہ پر فی سبیل اللہ تعلیمی خدمت کے لئے والنٹیر کرنے کو تیار ہے؟ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۷ رمئی ۱۹۲۴ء

معوذتین کی لطیف تفسیر

انفرادی اور جماعتی ترقی کا گُر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ رمضان المبارک مطابق ۴ رمئی ۱۹۲۴ء

قرآن کریم کی رمضان کے ساتھ خصوصیت

رمضان کے موقعہ پر ہمارے ہاں ہمیشہ دستور ہے کہ قرآن کریم کا درس خصوصیت سے ان دنوں میں دیا جاتا ہے۔ اسی طریق کو پورا کرنے کیلئے چونکہ میری صحت ان دنوں اجازت نہیں دیتی تھی کہ سارے قرآن شریف کا درس رمضان میں دوں۔ اس لئے میں نے حافظ (روشن علی) صاحب کو مقرر کیا۔ کہ وہ ایسے طور پر رمضان میں درس دیں۔ کہ جس سے سارا قرآن شریف ختم ہو جائے۔ قرآن کریم کو رمضان کے ساتھ ایک خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہر سال جبرائیل علیہ السلام قرآن شریف جتنا پہلے اتر چکا ہوتا تھا۔ اس کو دوبارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا کرتے تھے۔ اور تمام پہلے نازل شدہ کا دوبارہ دور کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آخری رمضان میں جبرائیلؑ نے دوبارہ قرآن شریف کا دور کیا۔ جس سے آپ نے یہ قیاس کیا کہ میری وفات کے دن قریب آگئے ہیں۔ تو رمضان کے دنوں میں خصوصیت سے سارا کا سارا قرآن شریف نازل ہوتا تھا۔ یعنی اگر دوسرے مہینوں میں سے کسی دن کے حصے میں ایک یا دو آیتیں یا تین آیتیں اترتی تھیں یا دوسرے کسی مہینے میں ایک سپارہ یا دو سپارے یا تین سپارے اترتے تھے۔ تو رمضان شریف میں سارا قرآن دوبارہ نازل ہوتا تھا۔ اس لئے قرآن شریف کو رمضان کے ساتھ ایک خاص لگاؤ ہے۔ اور اسی لگاؤ کی وجہ سے یہاں رمضان میں قرآن شریف کا درس دیا جاتا ہے۔ اور اسی خصوصیت کو مدنظر رکھ کر اور اسی کے مطابق حافظ صاحب نے تمام قرآن شریف کا درس دیا۔ اور ان کی خواہش کے مطابق میں قرآن شریف کے آخری حصہ میں شامل ہونے کے لئے اور دعا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ پچھلے سال میں نے تین سورتیں اپنے لئے منتخب کی تھیں۔ اور ان کا درس دیا تھا۔ لیکن اس دفعہ چونکہ گلے میں زیادہ تکلیف ہے۔ اس لئے صرف ایک ہی سورہ کو اپنے لئے رکھا ہے۔ اور اسی کا درس دونگا۔ اور وہ سورۃ الناس ہے ؂

قرآن شریف کے آخر میں ایک خصوصیت

قرآن شریف کے آخر میں ایک عجیب خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک ہی مضمون دو سورتوں میں ہے۔ یعنی ایک ہی مضمون کو وہ دونوں لے کر آئی ہیں۔ اور وہ مضمون استعاذے کا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ سے انسان پناہ طلب کرتا ہے۔ سورہ فلق اور سورہ ناس دونوں اسی مضمون پر مشتمل ہیں ؂

ایک سوال

اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دونوں سورتوں کا ایک ہی مضمون تھا۔ تو دونوں کو کیوں اکٹھا نہ کر دیا گیا۔ اور کیوں علیحدہ علیحدہ رکھی گئیں۔ اس کے بہت سے جواب ہیں۔ لیکن میں وہ جواب دوں گا۔ جو آج کے درس سے تعلق رکھتا ہے۔ اور بتاؤں گا۔ کہ جبکہ پہلی سورہ قُلْ اَعُوْذُ سے شروع ہوتی ہے۔ اور والناس بھی اَعُوْذُ سے شروع ہوتی ہے۔ تو ایک مضمون کی وجہ سے دونوں کو کیوں نہ جمع کر دیا گیا ؂

انسان کی دو حیثیتیں

اس کا یہ سبب ہے۔ کہ انسان کی دو حیثیتیں ہیں۔ اور نہ صرف انسان کی دو حیثیتیں ہیں۔ بلکہ دنیا کی جتنی بھی مخلوق ہے۔ اسکی دو حیثیتیں ہیں۔ انسان میں یہ دو حیثیتیں نمایاں طور پر ظاہر ہیں۔ لیکن اور مخلوقات میں اس طرح ظاہر نہیں۔ پہلی حیثیت یا نوع یہ ہے کہ وہ متاثر ہے یعنی بیرونی اشیاء کے اثر کو اپنے اوپر کھینچتا ہے۔ اور دوسروں کے اثر سے متاثر ہوتا ہے۔ دوسری حیثیت یہ ہے۔ کہ وہ مؤثر ہوتا ہے۔ یعنی بیرونی اشیاء پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ پس یہ دو ایسی خصوصیات ہیں۔ کہ دنیا کے سارے کام ان دونوں سے انجام پذیر ہوتے ہیں اور نہ صرف انسان کے کام ہی بلکہ خود انسان کی اپنی حالت بھی انہیں کے ماتحت ہے۔ کہ یا تو وہ کسی بیرونی شے کے اثر کو جذب کرتا ہے۔ اور کسی شے کو اپنی طرف کھینچتا ہے یا وہ کسی شے پر اثر ڈالتا ہے۔ جب انسان دوسروں کے اثر کو آپ قبول کرتا ہے یا اپنی طرف اثر کو کھینچتا ہے تو اس کی اس حالت کو فردیت کہتے ہیں جسے انگریزی میں individuality انڈیویجولٹی کہتے ہیں یعنی فرد اس وقت اپنی فردیت کو کامل کر رہا ہوتا ہے کبھی وہ امیر بننے کے لئے دوسرے سے مال و دولت حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ کبھی اپنے وقار اور عزت کو لوگوں میں ثابت کرنے کے لئے دوسرے سے رسوخ حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ دوسرے لوگوں سے اپنی صحت کا فائدہ حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ غرضیکہ اس کی ایک ہی خواہش ہوتی ہے۔ اور اس وقت ایک ہی دھن ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو کامل کروں ؂

دوسری حالت اس کی یہ ہوتی ہے کہ وہ دوسروں پر اثر ڈال رہا ہوتا ہے۔ یہ مدنی حالت یعنی سوشل لائف کہلاتی ہے۔ اور اس سوشل لائف میں اس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ قوم کے فوائد کے لئے قربانی اور ایثار کریگا۔ اپنے نیک اثرات مخلوق پر ڈالیگا۔ اپنے علوم کے ذخیرہ میں سے قوم کے فائدہ کے لئے خرچ کریگا۔ اور قوم کے حقوق کا خیال رکھیگا۔ یہ زندگی پہلی زندگی اور یہ حالت پہلی حالت کے بعد آتی ہے۔ اور یہ حالت پہلی حالت سے اچھی ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلی فردیت کی زندگی ہوتی ہے جس میں وہ بیرونی اشیاء سے طاقت حاصل کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو کامل بناتا ہے۔ اور دوسری حالت میں یعنی سوشل لائف میں وہ اپنے علوم و فنون کے ذخیرے کو دوسروں کے فائدہ کے لئے خرچ کرتا ہے

سورہ فلق میں ذاتی ترقی کا ذکر

سورہ فلق صرف فردیت کو بیان کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے۔ کہ کس طرح انسان دوسروں کے اثر کو قبول کرتا ہے۔ کس طرح انسان پر دوسری چیزیں اثر ڈال سکتی ہیں۔ کس طرح انسان ان کے اثروں سے متاثر ہو کر اپنی زندگی کو کامل کر سکتا ہے۔ کس طرح انسان اپنے اندر ممکن سے ممکن خوبیاں جمع کر سکتا ہے اور پھر کس طرح ممکن سے ممکن عیوب سے انسان پاک ہو سکتا ہے۔ اسی کے متعلق سورہ فلق میں یہ دُعا سکھلائی۔ کہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ اے انسان تو یہ کہو۔ کہ مَیں پناہ مانگتا ہوں۔ اس خدا کے ذریعہ جو ظلمت کے بعد روشنی لاتا ہے کہ میں ظلمت سے نکل کر روشنی میں آجاؤں۔ آگے فرمایا:۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ کہو۔ اے خدا ذاتی کمالات کے حصول میں میری راہ میں جو روکیں ہوں۔ ان کو دُور کر دے۔ یعنی تمام پیدا کی ہوئی چیزوں کا بُرا اثر جو مجھ پر پڑ سکتا ہے۔ اور مجھے ترقی سے محروم کر سکتا ہے۔ اس سے بچا۔ جو چیزیں مجھ پر بد اثر ڈال رہی ہیں۔ ان کے اثر کو نیک کر دے۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ پھر ان چیزوں کے بد اثر سے میری ذات کو بچا۔ جو غفلت کی حالت میں مجھے نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اور بے خبری میں اچانک مجھ پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ پھر ان پیچیدہ باتوں کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھ جو باتیں بظاہر اچھی معلوم ہوں۔ لیکن دراصل نقصان رساں ہوں۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ پھر جب مَیں ان تمام نقصان رساں چیزوں سے محفوظ ہو جاؤں۔ اور اپنی ذات میں کامل بن جاؤں تو میری اس ترقی اور کمال کو دیکھ کر جو بد روحیں مجھ سے حسد کرنے لگیں۔ ان کے حسد کے شر سے بچا۔ یہ ذاتی تکمیل کے لئے نہایت جامع دُعا ہے۔ جو سکھائی گئی ہے ؛

سورۃ ناس میں مدنی زندگی کا ذکر

جب انسان یہ مدارج طے کر لیتا ہے۔ تو پھر وہ قومی زندگی کے لئے کوشاں ہوتا ہے اسی لئے سورہ فلق کے بعد سورۃ اَلنَّاس رکھی گئی۔ جو قومی۔ نوعی۔ جنسی زندگی بیان کرتی ہے۔ اور اس میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے یہ طلب کرے کہ اے خدا! جب مَیں اپنے کمالات حاصل کر لوں۔ اور کامل بنجاؤں تو دوسری حالت شروع ہو۔ یعنی میں جماعت اور قوم اور بنی نوع انسان کے لئے اپنے کمالات کو قربان کرنا شروع کر دوں۔ اور دوسروں کے فائدے کے لئے اپنے علوم و فنون کے ذخیرہ کو خرچ کروں۔ اپنی قوم کو اپنے معلومات سے فائدہ پہنچاؤں۔ اے خدا! میرے اس فائدہ کو محدود نہ کرنا۔ بلکہ بڑھانا۔ اور اسقدر بڑھانا کہ تمام بنی نوع انسان تک پہنچ جائے اور کوئی فرد میرے فائدہ سے محروم اور باہر نہ ہو۔

انسان اور حیوان میں فرق

انسان اور حیوان کے درمیان یہی فرق ہے۔ کہ حیوان اپنے نفع کا ہی خیال رکھتا ہے۔ خود فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور دوسرے کے نفع کا خیال نہیں رکھتا۔ لیکن انسان دوسروں کے فائدہ کا خیال رکھتا ہے۔ ان کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ تاکہ وہ بھی فائدہ اُٹھائیں ؛

پس سورہ ناس قومی اور مدنی زندگی کے لئے قربانیاں کرنے کا سبق دیتی ہے۔ اور اسی وجہ سے انسان کو دوسروں پر فضیلت ہے۔ کیونکہ دوسری مخلوق اپنے نفس کو ہی فائدہ پہنچاتی ہے اور اپنے لئے ہی کمالات حاصل کرتی ہے۔ مگر یہ صرف انسان ہی کا کام ہے کہ اپنی جان کو۔ اپنے مال کو۔ اپنے حاصل کردہ کمالات کو دوسروں کے لئے قربان کرتا ہے۔ اور یہی انسان کی ترقی کا راز ہے اور اسی راز کو سورۃ اَلنَّاس بیان کرتی ہے ؛

صفت رحمانیت سورہ فلق کی قائم مقام ہے

اسی کی طرح خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت اشارہ کرتی ہے اور یہ صفت سورہ فلق کی قائمقام ہے۔ کیونکہ رحمٰن کے یہ معنے ہیں کہ وہ رب جس نے تمام ذاتی کمالات اور ترقی کے سامان جس قدر کہ ضروری تھے۔ انسان میں جمع کر دئیے ہیں۔ اور بتا دیا ہے کہ انسان اپنی ذات کو ان ذرائع کے استعمال سے کس طرح مکمل کر سکتا ہے۔ اور پھر یہ صفت یہ دُعا سکھاتی ہے کہ اے وہ خدا جو اپنی ذات میں کامل ہے۔ میرے ذاتی کمالات بھی مجھ کو حاصل کرنے کی توفیق دے۔ اور مجھ کو کامل شخص بنا ؛

رحیمی صفت سورۃ النّاس کی قائم مقام ہے

اور رحیمی صفت قائمقام ہے سورۃ اَلنَّاس کی۔ کیونکہ رحیم کے معنے یہ ہیں کہ انسان کے عمل سے اعلےٰ بدلہ دینا۔ لیکن اگر عمل ہی نہیں۔ تو بدلہ کیسا؟ اور عمل مدنی زندگی میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔ تو رحم کی صفت کو وسعت دیتا ہے۔ لیکن اگر دُنیا میں اور انسان ہی نہ ہوں۔ تو پھر اس کا ظلم نہ کرنا کیسا؟ پس رحیمی صفت انسان کی مدنی زندگی کے بدلے اور نتیجوں کی طرف اشارہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ کس طرح وہ اَوروں کے ساتھ تعلق قائم رکھے۔ اور کس طرح لوگوں کے فائدے کے لئے اپنے علوم و فنون کے خزانے کو خرچ کرے اور کس طرح ان کو رحیمی صفت کے ماتحت اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ دے۔ پس انسان کو بھی چاہیئے کہ رحیمیت کی صفت کے ماتحت دوسروں کے اعمال کے اچھے سے اچھے بدلے دے۔ اور یہی خدا کی صفت انسان کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ پس انسان جب یہ کہتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ میں اس اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں۔ جو رحمٰن ہے۔ جو انسان کو پیدا کرتا ہے۔ اور اعلےٰ کمالات کے حاصل کرنے کے لئے اس میں اعلیٰ صفات اور اعلیٰ قوتوں کو جمع کر دیتا ہے۔ پھر وہ رحیم ہے۔ جو انسان کی خرچ کردہ طاقتوں اور قربانیوں اور ایثار کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے اعلےٰ انعام دیتا ہے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ بدلے دیتا ہے۔ میں ایسے خدا سے کہتا ہوں کہ مجھے کامل انسان بنا۔ اور لوگوں کو مجھ سے فائدہ پہنچا اور میرے فائدے کو ایسا عام کر دے کہ کوئی اس سے محروم نہ رہے

دوسروں سے کیوں نیک سلوک کیا جائے

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان دوسروں کے ساتھ کیوں نیکی کرے۔ اور کیوں دوسروں کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے۔ اس کا جواب قرآن کریم نے یہ دیا۔ کہ دوسروں کے ساتھ خدا تعالےٰ کی رحیمی صفت کے ماتحت انسان نیکی کرے۔ یہی رحیمی صفت انسان کی مُدنی زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور بتاتی ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ رحیم ہے۔ اس لئے اس کی صفت رحیمیت کے ماتحت تم جس قدر بھی قربانیاں کروگے۔ اور دوسروں کو فائدہ پہنچاؤ گے ان کا تم کو بدلہ اور اجر ملے گا۔ تو خدا تعالےٰ کی اس صفت میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ کہ کیوں دوسروں سے نیکی کی جائے۔ لیکن چونکہ یورپ والے صفت رحیمی کے قائل نہیں۔ اس لئے وہ اس سوال کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کہ انسان دوسروں کے لئے کیوں قربانیاں کرے۔ اور کیوں ان کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ مگر قرآن شریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ چونکہ خدا رحیم ہے۔ اور تمام قربانیوں کے بدلے تم کو اعلیٰ سے اعلیٰ ملینگے۔ اس لئے تم دوسروں کے فائدہ کیلئے قربانیاں کرو ٭

سورہ فلق کا مضمون

تو سورت فلق میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ انسان ذاتی اور انفرادی زندگی کی تکمیل کے لئے کیا کرے۔ اس میں صرف اس کی ذات کی تکمیل کا سوال تھا۔ اور اسی کی ترقی کا ذکر تھا۔ اس لئے وہاں صرف مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تھا۔ کہ جو اشیاء مجھ پر بد اثر ڈالتی ہیں۔ ان کے بد اثر سے محفوظ ہوں ٭

سورۃ الناس کا مضمون

لیکن سورۃ الناس میں بتلایا ہے کہ لوگوں کے ساتھ انسان کیسا سلوک کرے۔ اور کس قسم کا برتاؤ ان کے ساتھ ہونا چاہئے۔ یعنی اس کی مدنی زندگی کے پہلو کو روشن کرتا ہے۔ اور اس سورت میں اس کی مدنی زندگی کے تین مدارج کا ذکر کیا گیا ہے ٭

تمدن کا پہلا درجہ

پہلا درجہ تمدن کا تربیت کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب بچے کی باپ پرورش کرتا ہے۔ اسی کی طرف قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں اشارہ کیا ہے۔ کہ میں اس خدا کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جو باپ ہے اور انسانوں کی تربیت کرتا ہے۔ یہ وہ تمدن کا درجہ ہے۔ جس سے انسان کے اپنے ذاتی فوائد بھی وابستہ ہوتے ہیں۔ یعنی خاندانی تربیت ہے۔ اس میں بہن بھائیوں۔ رشتہ داروں اور دوسرے قریبیوں کا جو اس پر انحصار رکھتے ہیں۔ تربیت کا خیال رکھتا ہے۔ اس لئے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں یہ بتایا۔ کہ کہو میں پناہ مانگتا ہوں۔ ایسے خدا کے ساتھ جو انسانوں کی تربیت کرتا ہے۔ کہ میرے سپرد لوگوں کی جو تربیت ہے۔ وہ ناقص نہ رہے۔ اور اس میں کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔ بے شک ماں باپ کو اپنی اولاد سے فائدہ پہنچنے کی توقع ہوتی ہے۔ لیکن اس فائدہ کی خاطر اور اس نیت سے بچہ کی پرورش نہیں کرتے کہ ہمارا بچہ کمائے گا۔ اور جب ہم بوڑھے ہونگے۔ تو ہمیں کھلائے گا۔ بعض اوقات ماں باپ بہت ضعیف ہوتے ہیں۔ ان کے دل میں خیال بھی نہیں آسکتا کہ بچہ کے جوان ہو کر کمانے تک ہم زندہ رہینگے۔ اور یہ ہم کو کما کر کھلائے گا۔ لیکن پھر بھی وہ اس کی تربیت کرتے ہیں۔ بلکہ بہت اہتمام سے کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس بات پر رحم کھاتے ہیں۔ کہ ہماری عمر ایسی ہے۔ کہ شاید ہم جلدی ہی مرجائیں اور اس کی تربیت نہ ہوسکے۔ اور یتیمی کی حالت میں رہ جائے۔ پس جب یہ خیال ان کے دل میں آتا ہے۔ تو وہ اور زیادہ بچہ کی تربیت میں اہتمام کرتے ہیں۔ اور اس پر احسان اور سلوک پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ کرتے ہیں۔ اس وقت بچہ کی تربیت کرنا۔ اس لئے نہیں ہوتا۔ کہ وہ اس سے کسی فائدہ کی امید کرتے ہیں۔ بلکہ تمدن کے ماتحت نیکی کرتے ہیں۔ اور اس لئے بچہ سے سلوک کرتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ بھی ان کے ماں باپ نے اس وقت نیکی کی تھی۔ جب وہ بچے تھے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں۔ تو تمدن دنیا سے اٹھ جائے۔ اور دنیا کا انتظام نہ چل سکے۔ پس بندہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہو۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ میں پناہ مانگتا ہوں۔ ایسے خدا کے ساتھ۔ جو لوگوں کے لئے بمنزلہ باپ ہے۔ جیسے والدین اپنے بچوں کی تربیت بغیر کسی فائدہ کی امید کے کرتے ہیں۔ اور وہ صرف نیچرل محبت کی وجہ سے تربیت کرتے ہیں۔ ویسے ہی میں بھی لوگوں سے سلوک کروں۔ اور میں دعا مانگتا ہوں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ میری تربیت میں نقص آجائے۔ اور میری تربیت کے نقص سے تمدن میں خرابی پیدا ہو جائے۔

ایک بادشاہ اور بوڑھے کی گفتگو

مثل مشہور ہے۔ ایک بادشاہ اپنے وزیروں سمیت ایک بوڑھے کے پاس سے گذرا۔ جو ایسا درخت لگا رہا تھا۔ جو پچیس تیس سال کے بعد پھل لانے والا تھا۔ بادشاہ نے اسے کہا۔ اے بوڑھے یہ درخت تو اتنے سالوں کے بعد پھل دیگا۔ اور تو اس وقت تک مرجائے گا۔ پھر تو کیوں لگاتا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ اے بادشاہ سلامت آپ عقلمند ہیں۔ دیکھئے ہمارے باپ دادوں نے جو درخت لگائے ان سے ہم نے پھل کھائے۔ اب ہم لگائینگے۔ جن سے بعد کی نسلیں کھائینگی۔ اگر ہمارے باپ دادا یہ خیال کرکے کہ وہ ان کے پھل نہ کھا سکینگے۔ درخت نہ لگاتے۔ تو ہم نہ کھاتے۔ مگر انہوں نے لگائے۔ اور ہم نے پھل کھائے۔ اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم لگائیں۔ تا بعد کی نسلیں کھائیں۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی۔ اور زہ کہا۔ اس کا حکم تھا۔ کہ جس کی بات پسند آوے۔ اسے تین ہزار روپے کی تھیلی انعام دی جائے۔ وزیر نے بوڑھے کو تین ہزار کی تھیلی نکال کر دیدی۔ اس پر اس نے کہا۔ بادشاہ سلامت دیکھئے۔ اوروں کے لگائے ہوئے پودے

کئی سال کے بعد پھل دیتے ہیں۔ لیکن میری نیک نیتی کا پھل مجھے لگاتے لگاتے مل گیا۔ بادشاہ نے پھر زہ کہا۔ اور وزیر نے پھر تین ہزار روپے کی تھیلی دیدی۔ بوڑھے نے پھر کہا۔ بادشاہ سلامت آپ کو اعتراض تھا۔ کہ اس درخت کا پھل تو نہ کھا سکیگا اور مر جائیگا۔ مگر دیکھئے۔ اور لوگ تو اپنے درختوں کا پھل سال میں ایک دفعہ کھاتے ہیں۔ مگر میں نے اس درخت کا پھل ابھی ابھی دو دفعہ کھا لیا۔ بادشاہ کو یہ بات بھی پسند آئی اور زہ کہا۔ جس پر تین ہزار کی اور تھیلی اسے دی گئی۔ اس پر بادشاہ نے کہا۔ یہاں سے چلو۔ ورنہ یہ بوڑھا تو ہمیں لوٹ لیگا۔

تو یہ صاف بات ہے۔ کہ لوگ بہتیرے شخص اپنے ذاتی فائدہ کے لئے ہی اپنے بچوں کی تربیت نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی تربیت اپنے ماں باپ کے سلوک کا نتیجہ اور بدلہ ہوتی ہے۔ پس تربیت تمدن کی ایک شاخ ہے۔ اور تمدن کا پہلا درجہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ماں باپ بچے کو قدرتی اور نیچرل محبت کے ماتحت بھی تربیت دیتے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ ایک اور سلوک ہے۔ جو بچے کیساتھ مدنیت کے ماتحت کرتے ہیں۔ جیسے ادب سکھانا۔ پڑھانا وغیرہ۔

پس ماں باپ اپنی محبت کی وجہ سے بھی بچے کو تربیت دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور اس کو بیٹھنے اور اٹھنے کے اداب سکھاتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ بھی غرض ہوتی ہے کہ ان کی تربیت سے قوم کو بھی فائدہ پہنچے۔ تو اولاد کی تربیت کسی ذاتی غرض سے ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس کا بہت سا حصہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ یہ پہلا مرتبہ مدنیت کا ہے جسمیں ذاتی فوائد بھی داخل ہیں کیونکہ ماں باپ کبھی بچے کو تربیت دینے کے بعد اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں [illegible] خدا جو تمام جہان کی تربیت کرتا ہے۔ اور تیری تربیت میں نقص نہیں۔ تو ایسا کر۔ کہ میری تربیت میں بھی نقص نہ ہو۔ میرا خاندان کامل ہو۔ میرے بھائی کامل ہوں۔ میرے دوسرے رشتہ دار اور عزیز بھی کامل ہوں۔ اور مجھے ایسا کر دے۔ کہ میں گھریلو زندگی کے لئے قربانیاں اور ایثار کر سکوں۔ اور جیسے تو دوسروں کے فائدہ کو مدنظر رکھکر تربیت کرتا ہے اسی طرح تیری تربیت کا پرتو میں بھی ہوں۔ اور اسی کے ماتحت دوسروں کی تربیت کروں۔ ایسی اولاد پیدا کروں۔ اور اس کی ایسی تربیت کروں۔ جو کہ آئندہ تمدن کے لئے مفید ہو۔

جب انسان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ اپنے متعلقین کی تربیت کرسکتا ہے۔ تو پھر اس سے ترقی کرتا ہے۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

تمدن کا دوسرا درجہ

فرمایا:۔ مَلِكِ النَّاسِ پہلے درجہ کے بعد انسان کا دوسرا درجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ خاندان سے نکلکر ملک کے دوسرے انسانوں سے سلوک کرتا ہے۔ یہ پہلے درجہ سے وسیع ہے۔ کیونکہ اسمیں بیٹا۔ یا بھائی۔ یا کوئی اور مدنظر نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی سلطنت کے تمام افراد مدنظر ہوتے ہیں۔ اس میں انسان کہتا ہے۔ اے مَلِكِ النَّاسِ جس طرح تیرا انسانوں سے بادشاہت کا تعلق ہے۔ اسی طرح زمین کے بادشاہ کا بھی مجھ سے تعلق ہے۔ بادشاہ کی رعیت کے ہر فرد کا تعلق حکومت سے ہوتا ہے۔ اور ہر شخص اس کے لئے کوئی نہ کوئی قربانی کرتا ہے۔ اگر افراد رعیت قربانی نہ کریں۔ تو کوئی حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ غرضیکہ تمدن اور حکومت کے قیام کے لئے انسان قربانی کرتا ہے۔ زمیندار ٹیکس ادا کرتا ہے۔ تاجر ٹیکس دیتا ہے۔ ہر قسم کے ٹیکس جو ہم ادا کرتے ہیں۔ حکومت ان ہی سے چلتی ہے۔ وائسرائے گورنر۔ ڈپٹی کمشنر اسی سے تنخواہ پاتے ہیں۔ تو ملک کی سیاست میں سب کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر سب لوگ قربانی کریں۔ تو حکومت چل سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ کیونکہ اگر سارے کے سارے لوگ ٹیکس دینا بند کر دیں۔ تو حکومت تباہ ہو جائے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہو۔ کہ مجموعی حیثیت سے جو فوائد ہمیں حاصل ہوتے ہیں۔ وہ کبھی حاصل نہ ہوں۔ پس دوسری دعا یہ سکھلائی۔ کہ کہو میں مَلِكِ النَّاسِ سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ سیاست میں میں کوئی ایسی غلطی نہ کروں۔ جس سے ملک کو نقصان پہنچے جس سیاست کا میں ایک فرد ہوں۔ اس کے لئے میری قربانی میں کوئی نقص نہ ہو۔ اور جس سیاست کا میں جز ہوں۔ وہ بہت ترقی کرے تا میری سیاسی زندگی اچھی ہو جائے۔

اس طرح انسان جس قدر سیاسی قربانیاں کرتا جائے گا۔ حکومت کی طاقت بڑھتی جائے گی۔ ہم انگریزوں کے ماتحت ہیں۔ اور ہمارا تعلق انگریزوں کے ساتھ ہے۔ اس لئے میں انہی کا ذکر کرتا ہوں۔ جب کبھی ان پر ملک کے لئے مال اور اولاد خرچ کرنے کا وقت آجائے۔ وہ دونوں کو ملک کے فائدے کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔ اور سب لوگ ہی حکومت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی میں ان کی حکومت کی پختگی اور مضبوطی کا راز ہے۔ لیکن برخلاف اس کے ایرانی۔ افغانی۔ ترکی حکومتوں کے سارے افراد سیاسی قربانی نہیں کرتے۔ بلکہ جب کبھی ان کے لئے قربانی کا وقت آتا ہے۔ تو ایسے وقت میں وہ ذاتی فوائد کا خیال کرتے ہیں۔ اور ملک کیلئے قربانی نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ سلطنتیں ان فوائد سے محروم ہیں۔ جو یورپین سلطنتیں اپنے افراد کی اجتماعی اور سیاسی قربانیوں سے حاصل کرتی ہیں۔ پس جتنے زیادہ کسی سیاست کے افراد سیاسی قربانی کرنے پر طیار ہوتے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ وہ حکومت مضبوط ہوتی ہے۔ اور [illegible] اتنی ہی اس کی عظمت بڑھتی ہے۔ تو تمدن کی دوسری شاخ یہ ہے کہ انسان جس سیاست کے ماتحت ہو۔ اس کے لئے قربانی کرے۔ تاکہ دنیا میں تمدن قائم ہو۔ اسی طرح حکومت کے استحکام اور تمدن کے قیام کے لئے اپنے ذاتی حقوق کو بھی قربان کرنا پڑتا ہے اور حکومت کا حق خاندان کی نسبت زیادہ قربانی چاہتا ہے سیاسی تمدن کی قربانی کی مثال دیکھو۔ مثلاً اگر ایک انسان دوسرے کو قتل کرتا ہے۔ تو انسان ہونے کے لحاظ

سے اس کے رشتہ داروں کا حق ہے کہ اس سے بدلہ لیں۔ مگر حکومت کی خاطر وہ خود بدلہ نہیں لیتے۔ بلکہ حکومت کے پاس جا کر بدلہ چاہتے ہیں۔ اور چونکہ اس قسم کی قربانیاں حکومت کے استحکام کے لئے اور قیام امن کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ دُعا سکھلائی۔ کہ اے خدا بادشاہت کے ماتحت جو قربانیاں ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق مجھے توفیق دے۔ کہ میں ایسی قربانیاں کروں۔ اور ایسے ایثار سے کام لوں۔ جس سے اعلیٰ تمدن قائم ہو جائے۔ اور مجھے توفیق دے۔ کہ میں قربانی کر کے اپنی حکومت کو مضبوط کروں۔ اور اسے طاقت پہنچاؤں۔ مگر اس درجے میں بھی "میں" کا دخل رہ جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ گو وسیع ہے۔ لیکن پھر بھی محدود ہے۔ کیونکہ ایک بادشاہت دوسری بادشاہت کے مقابل میں "میں" کا حکم رکھتی ہے اور جب انسان "میں" کے درجہ سے گذر جاتا ہے۔ تو اس سے اوپر ایک اور تمدن کا درجہ ہے جس میں صرف انسان ہی انسان مدنظر ہوتے ہیں۔ وہاں انسان یہ نہیں کہتا کہ یہ جرمن ہے۔ یہ انگریز ہے۔ بلکہ وہ یہ جانتا ہے۔ کہ یہ خدا کا بندہ ہے۔ جس کا میں بندہ ہوں۔

تمدّن کا تیسرا درجہ

یہ مرتبہ اِلٰہِ النَّاسِ کا مرتبہ ہے اور یہ تمدن کا تیسرا درجہ ہے اس میں انسان یہ فرق نہیں رکھتا۔ کہ یہ ترکی ہے یا رُومی ہے۔ ہندی ہے یا شامی ہے۔ مسلمان ہے یا ہندو ہے۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ یہ میرے خدا کی مخلوق ہے۔ مَیں بھی انسان ہوں یہ بھی انسان ہے تو تیسری بات یہ ہے۔ کہ ایک انسان اپنے آپ کو دوسرے انسان کے فائدے کے لئے قربان کرے۔ خواہ وہ انسان کوئی ہو۔ یہ درجہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک حکومت دوسری حکومت پر جبر کرتی ہے۔ اور اپنے نفع کو دوسری حکومت کے نفع پر مقدم کرتی ہے۔ مگر جو انسان اِلٰہِ النَّاسِ کے درجہ میں آجائے۔ وہ سب کا خیال رکھتا ہے۔ اس سے قبل مَلِکِ النَّاسِ میں وہ صرف اپنی سلطنت کا ہی خیال رکھتا تھا۔ اس کا پاس کرتا تھا۔ اور ہندو مسلم میں فرق کرتا تھا۔ لیکن جب وہ اِلٰہِ النَّاسِ میں پہونچیگا۔ تو یہ فرق دور کر دیگا اور یہ کہیگا۔ کہ میرے خدا نے ہی سب کو پیدا کیا ہے کیوں میں کسی سے بدی کروں۔ اور کسی کو دکھ دوں۔ اس مرتبہ میں پہنچ کر چونکہ اس کو سب انسان یکساں نظر آتے ہیں۔ اس لئے یہ دعا سکھلائی کہ اے خدا جو اِلٰہِ النَّاسِ ہے مجھے ایسی غلطی سے بچانا کہ میں کسی انسان کے لئے قربانی نہ کر سکوں۔

وساوس سے بچنے کی دُعا

جب انسان اس کمال پر پہنچ جاتا ہے تو تمدن کامل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہر وہ چیز اس کے ساتھ کئی قسم کے خطرات لگے ہوتے ہیں۔ مثلاً قربانی کرتے وقت کئی قسم کے خیالات آتے ہیں۔ کئی قسم کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ وسوسہ کہ لڑائی کے وقت ملک کی خاطر میں اپنا بچہ کیوں قربان کروں۔ یا کیوں اپنے مال کو قوم کے فائدہ کے لئے خرچ کروں۔ کبھی اس کے دل میں وسوسے تو نہیں آتے لیکن دوسرے لوگ اس کے دل میں وسوسے ڈالدیتے ہیں کہ تم سلطنت کے لئے اپنا مال کیوں قربان کرتے ہو اور کیوں ملک کی خاطر اپنی اولاد کو تلف کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان وساوس کا آگے ازالہ کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ یعنی میں ان بدروحوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو قربانی کرنے سے روکتی ہیں اور وسوسہ ڈالتی ہیں۔ کہ تو اپنی صحت کو کیوں ملک کے لئے خراب کرتا ہے۔ اور اپنے مال کو ملک کے فائدہ کے لئے کیوں ضائع کرتا ہے۔ اور اولاد کو کیوں ملک کے فائدہ کے لئے تلف کرتا ہے۔ ایسے موقع پر انسان یہ دعا کرے کہ اے رَبِّ النَّاسِ۔ مَلِکِ النَّاسِ۔ اِلٰہِ النَّاسِ تو مجھے مدد دے۔ جب مَیں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے لئے قربانی کروں۔ یا جب میں ملک اور مذہب کی ترقی کے لئے قربانی کروں۔ اس وقت میرے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو۔ کہ میں کیوں ان کے فائدے کے لئے اپنے آپ کو قربان کروں۔ اسی طرح جب بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے لگ جاؤں۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وقت یہ وسوسہ پیدا ہو کہ میں ہم مذہبوں کے علاوہ دوسروں کی کیوں مدد کروں۔ اس قسم کے شکوک کا ازالہ خدا تعالیٰ نے خنّاس کے لفظ سے کیا ہے۔ فرمایا۔ یہ سطحی خیالات ہیں۔ (خنس کہتے ہیں پیچھے ہٹ کر بات کرنے کو۔ تاکہ کہیں دوسرا یہ نہ سمجھ لے کہ اس کو خراب بات کہتا ہوں) اور ایسے خیالات پیدا کرنے والا خنّاس ہے۔ جو یہ وسوسہ ڈالتا ہے۔ کہ قربانی کرنے کا انجام بُرا ہو گا۔ لیکن حقیقت میں اس کی ان قربانیوں سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگرچہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا نقصان ہے۔ پس لفظ خنّاس میں ایک نکتہ بتایا ہے کہ قربانیوں سے رُکنا سطحی اور غلط خیال ہے۔ قربانی کرنے کا فائدہ تمہارے ہی لئے ہے۔ پس تم قربانی سے نہ ڈرو۔

تمدّن کے پہلے درجہ کی دو شاخیں

پھر یہی خنّاس مِنَ الْجِنَّةِ یعنے بڑوں کے دل میں اور والنّاس چھوٹوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور اس طرح تمدن کی پھر دو شاخیں ہو جاتی ہیں (۱) وہ جو بڑوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے (۲) وہ جو چھوٹوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ مثلاً پہلے مرتبہ میں یعنی تربیت میں یہ دو شاخیں ہیں۔ ایک باپ اور دوسرا بیٹا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے قربانی کرتے ہیں۔ اگر باپ مال خرچ کرتا ہے۔ تو بیٹا بھی اپنی مرضی باپ کے لئے قربان کر دیتا ہے۔ اسی طرح چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے لئے قربانی کرتا ہے۔ چھوٹا اطاعت کرتا ہے اور بڑا اسپر شفقت کرتا ہے۔ اسی طرح شاگرد اُستاد کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اور اسکی اطاعت کرتا ہے۔ اور اُستاد شاگرد کے لئے قربانی کرتا ہے۔ کہ اپنا وقت صرف کر کے اسکو پڑھاتا ہے۔ غرضیکہ دونوں طرف سے قربانی ہوتی ہے تب جا کر تمدن قائم ہوتا ہے۔ اور یہ قربانی رَبِّ النَّاسِ کے ماتحت ہوتی ہے۔ اگر طرفین یہ قربانی نہ کریں۔ تو تمدن تباہ ہو جائے۔ مثلاً اگر بڑا کہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے چھوٹے بھائی پر خرچ کروں یا اسکی خبرگیری کروں اور چھوٹا کہے کہ مجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ میں اپنے بڑے بھائی کا دست نگر رہوں۔ اسی طرح شاگرد کہے مجھے کیا ضرورت ہے کہ مَیں اُستاد کا ادب اور اطاعت کروں اُستاد تو تنخواہ لے کر پڑھاتا ہے۔ مجھ پر کونسا احسان

کرتا ہے۔ اور اُستاد کہے مجھے کیا ضرورت ہے، کہ میں اپنے وقت کو صرف کروں۔ اور اپنے آرام میں خلل ڈالوں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دُنیا میں تباہی آجائیگی۔ اور تمدن برباد ہو جائیگا۔ پس وسوسہ ڈالنے والا دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ کبھی بیٹے کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو باپ کی فرمانبرداری کیوں کرتا ہے۔ اور کبھی باپ کے دل میں ڈالتا ہے کہ بیٹے کی پرورش کیوں کرتا ہے۔ پھر کبھی دوسرے رشتہ داروں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ کبھی اُستاد کے دل میں ڈالتا ہے کہ میں کیوں محنت اور کوشش سے پڑھاؤں۔ کبھی شاگرد کے دل میں۔ کہ میں اُستاد کی اطاعت کیوں کروں۔ غرضکہ شیطان تمدن کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور قسم قسم کے وسوسے ڈالتا ہے۔ جن کی وجہ سے بہت ابتری پھیل سکتی ہے۔ ابھی دنوں میں نے کسی جگہ پڑھا ہے کہ امریکہ میں اس قسم کے خیالات نوجوان لڑکیوں میں پیدا ہو رہے ہیں کہ ایک بیٹی کہتی ہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں باپ کی دستِ نگر رہوں۔ پھر وہ ماں باپ کے گھر سے نکل جاتی ہے۔ اور اپنا گذارہ ادنیٰ ادنیٰ کام کر کے مثلاً برتن مانجھ کر کرتی ہے۔ حالانکہ اس کے ماں باپ بڑے امیر اور دولت مند ہوتے ہیں۔ اسکو آزادی قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن دُور اندیش طبقہ اس قسم کے خیالات کو ملک کے لئے سخت خطرناک قرار دے رہا۔ اور ان کے خلاف آواز اُٹھا رہا ہے۔ غرضکہ یہ وساوس تمدن کو تباہ کر دیتے ہیں۔

تمدن کے دوسرے درجہ کی دو شاخیں

اسی طرح وساوس کا سلسلہ مَلِكِ النَّاسِ میں ہے۔ اور وہ اس طرح کہ سیاست میں بعض لوگ اپنا حق کھو بیٹھتے ہیں۔ ان کے حقوق دلانے کے لئے بادشاہ ہوتا ہے جو ملک کا انتظام کرتا۔ اور ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن بادشاہ کہے کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں تکلیف اُٹھاؤں۔ اور لوگوں کو ان کے حقوق دلاؤں۔ اور آرام طلب ہو جائے۔ یا وساوس کے ماتحت رعایا بادشاہ کو ٹیکس دینے سے انکار کر دے۔ تو ملک میں فوراً تباہی آجائے۔ چنانچہ ہمیشہ بادشاہتوں میں تباہی اس وجہ سے آتی ہے۔ کہ بادشاہ اور حاکم ان وساوس کی وجہ سے آرام طلب ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہب میں رخنہ پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ علماء کے دل میں جو دین کو چلانیوالے ہوتے ہیں۔ شیطان یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہم تکلیف اُٹھائیں۔ اور لوگوں کو وعظ سنائیں۔ اِدھر عوام کے دلوں میں شیطان یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہم وعظ سُنیں۔ اور دین سیکھیں جب لوگوں میں ایسے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب دین میں تباہی آجاتی ہے

تیسرے درجہ کی دو شاخیں

پھر وساوس کا سلسلہ یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ یہ سلسلہ اِلٰهِ النَّاسِ میں بھی چلتا ہے۔ اور اِلٰهِ النَّاسِ کے ماتحت انسان کو خیال آتا ہے کہ میں سب لوگوں کو کیوں فائدہ پہنچاؤں۔ اور دوسروں میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ ہم کیوں ان سے فائدہ حاصل کریں۔

ہمارے متعلق اہلِ دُنیا کا رویہ

جیسا کہ ہمارے متعلق دُنیا کا رویہ ہے۔ ہم سب لوگوں کو فائدہ دیتے ہیں۔ ان میں تبلیغ کرتے ہیں۔ انہیں دین سکھاتے ہیں۔ مگر شیطان ان کے دل میں ڈالتا ہے۔ کہ ان کا اپنا کوئی فائدہ ہے۔ انکی بات نہ مانو۔ حالانکہ ہمارا کوئی ذاتی نفع انہیں تبلیغ کرنے میں نہیں۔ مگر پھر بھی شیطان ان کے دل میں ہماری طرف سے بدظنی ڈالتا ہے۔ اور دونوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ قربانی کرنے والوں کے دلوں میں بھی اور قربانی سے فائدہ اُٹھانیوالوں کے دلوں میں بھی۔

تمدن کی چھ قسمیں

پس پہلے تین درجے بتا کر پھر ہر ایک کی دو شاخیں بتائیں۔ اور یہ ساری ملکر چھ قسمیں ہو گئیں۔ ان پر کامل طور پر عمل کرنے سے انسان کی زندگی کامل ہو جاتی ہے۔ پس پہلی سورۃ فلق میں اپنے آپ کو کامل بنانے کا ذکر تھا اور سورۃ والناس میں انسان کو اپنی ذات میں کامل کر کے دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچانے کا بیان ہے۔ جب انسان ان دونوں سورتوں پر عمل کر کے ان دونوں پہلوؤں کو مکمل کر لیتا ہے۔ تو کامل ہو جاتا ہے۔ پس سورہ فلق انسان کی نفسی ترقی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور سورۃ والناس تمدنی زندگی کو بیان کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ قومی قربانی کرے

ہماری جماعت میں بہت ہیں۔ جو اپنی ذات کے لئے تو ہر قسم کی قربانی کرینگے۔ مگر جب قومی قربانی کا وقت آتا ہے۔ تو نہیں کرتے۔ ایسے لوگ ذاتی ترقی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اور قومی ترقی کی پرواہ نہیں کرتے۔ مثلاً محکمہ قضاء میں جب ان کے مخالف فیصلہ ہوتا ہے۔ تو وہ اسکے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اور اس طرح قومی انتظام میں خرابی پیدا کرتے ہیں۔ اگر اس فیصلہ کے ماننے میں ان کا نقصان ہو۔ تو بھی ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ قوم کے فائدہ کے لئے قربانی کریں۔ اور انتظام میں نقص نہ پیدا ہونے دیں۔ کیونکہ کوئی ذاتی ترقی بغیر قومی ترقی کے حاصل نہیں ہوتی۔ پس تمدن اور نفسانی زندگی کے کامل کرنے کے لئے قربانی کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر نفسانی زندگی بغیر قومی قربانی کرنے کے کامل ہو جاتی۔ تو سُورۃ والنّاس کا اُتارنا فضول تھا۔ اس کا اُتارنا ہی بتلاتا ہے۔ کہ کامل زندگی یہی ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی کو مکمل کر کے قومی ملکی قربانیاں بھی کرے۔ اور قومی و جماعتی نظام کے ماتحت چلے۔

قیامِ تمدن کیلئے کیا کرنا چاہیئے

قومی ترقی کے لئے یہ بات جس قدر ضروری ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (نساء ع ۹) اے لوگو! تم اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ تم قوم کے لئے قربانی نہ کرو۔ اور اپنے نبی کے فیصلہ کو بلا چون و چرا نہ مانو۔ یہی نہیں کہ عملی طور پر فیصلہ تسلیم کر لو۔ بلکہ تمہارے دل میں بھی اس پر کوئی کدورت نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک فیصلہ ماننے کے لئے یہ کس قدر تاکیدی حکم ہے۔ حالانکہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کا کوئی فیصلہ صحیح نہ ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

ملتبس ہوں اور ممکن ہے کہ میں ایک کے حق میں فیصلہ کردوں مگر وہ صحیح نہ ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تب ہی یہ مومن ہو سکتے ہیں کہ چاہے تو غلط فیصلہ کرے یا صحیح۔ یہ اس فیصلے کو تسلیم کر لیں۔ اور نہ صرف تسلیم ہی کریں۔ بلکہ اسے قبول کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔ تیری پوری پوری اطاعت کریں۔ اور تمدن کے قیام کے لئے اپنے جائز حق کو بھی چھوڑ دیں۔ تب جا کر یہ کامل مومن ہو سکتے ہیں پس جب تک تم تمدن کے لئے اپنے حق کو نہیں چھوڑتے تب تک مومن نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ تمدن میں یہ شرط نہیں کہ حق ہے یا کہ نہیں۔ قربانی کرنا تمدن میں لازمی ہے۔

ایمان کے لئے تمدن کا کامل ہونا ضروری ہے۔

پس ایمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ تمدن کامل ہو اور جتنی قربانیاں تمدن اپنے قیام کے لئے چاہے کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ میری ذات کی قسم ہے۔ کہ جب تک تیرا ہر فیصلہ خواہ دینی ہو یا دنیاوی۔ نہ مانیں۔ تب تک مومن نہیں ہو سکتے۔ تو قرآن کریم یہ سکھاتا ہے۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ کہ اپنی ذات میں کامل ہو کر مدنی الطبع ہو۔ اور تمدن میں کمال حاصل کرے۔

ترقیاں دو قسم کی ہیں

پس تمام ترقیاں دو قسم کی ہیں۔ ایک قومی اور دوسری ذاتی۔ ان سورتوں پر قرآن ختم ہو گیا۔ اور یہی قرآن کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ یا تو قرآن کریم ذاتی ترقیات پر روشنی ڈالتا ہے یا تمدنی ترقیات پر۔

جماعت احمدیہ سے خطاب

میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ جہاں وہ ذاتی تقدیس کا خیال رکھتی ہے۔ وہاں تمدنی تقدیس کی طرف بھی توجہ کرے۔ اور جہاں وہ ذاتی ترقیات کے لئے قربانیاں کرتی ہے۔ وہاں وہ تمدن کے لئے بھی اپنے حقوق کو قربان کرنا سیکھے۔ بسا اوقات اپنے آپ کو حق پر خیال کر کے پھر دوسروں کو ترجیح دینی چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ جب تک تم ایسی قربانیاں نہ کرو گے۔ کامل مومن نہیں بن سکتے اور جو ذاتی تقدیس کا خیال کرتا ہے۔ مگر تمدنی قربانی نہیں کرتا۔ وہ مومن نہیں۔ پس ان سورتوں کا پرتو اپنے اوپر ڈالو۔ کیونکہ جب تک تم تین قسم کی قربانیاں نہ کرو گے۔ آدھے قرآن پر عمل نہ کرو گے۔ اور آدھا تم سے چھوٹ جائیگا۔ جو شخص ذاتی قربانی کرتا ہے لیکن تمدنی قربانی چھوڑتا ہے۔ وہ بھی مومن نہیں۔

خدا ہم سب کو قرآن کا عامل بنائے۔ اور ہمارے نفسوں کو ایسا بنائے۔ کہ خدا کا خاص الخاص قرب ہم کو حاصل ہو جائے۔ آمین

فَاخْرُجْ مِنْهَا

اہلحدیث میں ایک شخص احمد علی نام لکھتا ہے کہ میں اپنے بہائی ہونے کی اطلاع دے چکا ہوں۔ مجھے کیوں جماعت احمدیہ سے خارج نہیں کیا جاتا۔ اس بے وقوف سے کوئی پوچھے۔ اور بے وقوف نہ ہوتا۔ تو اسلام جیسے پاکیزہ مذہب سے روگردان ہو کر اہل ہوا باسم بہا میں کیوں شامل ہوتا۔ (وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ) کہ جب تم خود کہتے ہو میں اسلام سے مرتد ہوتا ہوں۔ تو اب خارج کرنے کے کیا معنے؟ وہ تین جن پر سلسلہ نے تین حرف بھیجے۔ زنانہ خوئی سے کام لے کر اپنا سیاہ چہرہ تقیہ کے نقاب میں چھپائے بیٹھے تھے۔ اس لئے ضرور تھا کہ عصائے حق کی ایک ہی ضرب تلقف ما یأفکون کا نظارہ دکھائے۔ مگر تم کونسے تین تیرہ میں ہو۔ اور غور کرو۔ تو تمہارا ذکر شر مقدمہ کی مسل میں آ چکا ہے۔ بایں الفاظ کہ "وہ کاتب یہاں دو تین ماہ رہا ہے جس نے وہ کتاب نقل کی تھی۔ جو قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ وغیرہ کے نام سے تصدیق بہاء میں تیار ہو رہی تھی۔ اور جب تمہاری سنگ سازی کیلئے محفوظ الحق مجھ سے سفارش کر رہے تھے تو بالآخر یہ کام تمہارے سپرد نہ کرنا اور تمہارا جانے پر مجبور ہونا عنوان مضمون کی تصدیق کر رہا ہے۔ اگر وہ کم ہے تو اگلی آیت

ایک غیر احمدی کا مطالبہ اپنے مولویوں سے

میں اہل سنت جماعت سے ہوں۔ مگر میں اپنی جماعت کے مسلمانوں کو دیکھ دیکھ کر حیران رہتا ہوں۔ کہ ان سے کوئی کام بھی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ جس کے لحاظ سے انکو مسلمان سمجھا جائے۔ جب میری جماعت کے لوگوں کا اپنا یہ حال ہے۔ تو وہ دوسروں کو کیا تعلیم دینگے۔ گدی نشینوں اور مولویوں کو بھی خوب طرح جانتا ہوں انھوں نے بھی سوائے ناچ رنگ دیکھنے اور جھوٹے نکاح پڑھنے کے کوئی کام نہیں کیا۔ کوئی ایسا نہیں دیکھا۔ جس کی ہدایت سے کسی کو فیض ہوا ہو۔ اب انکے مقابل پر جماعت احمدیہ نے وہ کام کر کے دکھایا ہے جس کو ہر طرح سے دل مانتا ہے۔ اب کوئی پیر گدی والا یا مولوی اس بات کا جواب دے۔ کہ کیوں انہوں نے آج تک خدمت اسلام نہیں کی۔ اگر کی ہے۔ تو وہ کیوں دکھائی نہیں دیتی۔ اور کیوں اندھیرے میں ہے۔ اگر ایک ماہ کے اندر مجھے اس کا معقول جواب نہ ملا۔ تو میں اپنے بال بچوں سمیت حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر لونگا۔ سمند خان از راولپنڈی

بقلم خود بشیشر ناتھ۔ راولپنڈی۔

اسکے جواب میں اگر کوئی مولوی صاحب کچھ لکھیں تو دفتر الفضل میں بھیجدیں۔ اگر مناسب معلوم ہوا تو درج اخبار کر دیا جائیگا۔ ورنہ سائل کی خدمت میں ضرور پہنچا دیا جائیگا۔ (ایڈیٹر الفضل)

مفسدین کی گرفتاری

اس نام کا ایک رسالہ حال میں سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ لکھنؤ نے عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ شایع کیا ہے۔ جسمیں فتنہ انگیز بابیوں کے حالات اور ان کے خیالات پر روشنی ڈالی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے حوالجات سے ثابت کیا ہے۔ کہ ان کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب باب اور بہاء اللہ کے رشحات سے فیضیاب ہوئے

اشتہارات

موتیوں کا سرمہ آنکھوں کیلئے تریاق ہے

اسلئے کہ یہ ضعف بصر۔ ککرے خارش چشم جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اسکے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی تولہ عہ علاوہ محصولڈاک تصدیق کیلئے تازہ شہادت ملاحظہ ہو ایک پوسٹ ماسٹر کی شہادت:۔ جناب بابو اللہ دتا صاحب پوسٹ ماسٹر قادیان لکھتے ہیں۔ کہ میں نے خود اور اپنے گھر میں جناب شیخ صاحب کا ایجاد کردہ سرمہ موتیوں کا استعمال کیا جملہ امراض چشم کیلئے بہت مفید پایا۔ مِلنے کا پتہ

مینیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ دفتر نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

قادیان کے اندرون قصبہ میں

پختہ مکان کے خواہشمند احباب

کو واضح ہو۔ کہ بر لب سڑک شارع عام یہ مکان کسی خاص ضرورت کی بنا پر فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ رقبہ مکان ۳۲ فٹ لمبا اور قریباً ۲۰ فٹ چوڑا۔ جس میں چار کمرے ایک برآمدہ ہے اسمیں اچھی خاصی چار دو کانیں بھی بن کر اوپر بالاخانہ رہائیشی بن سکتا ہے۔ قیمت کا فیصلہ زبانی یا بذریعہ خط و کتابت:

خاکسار مرزا اصغر علی احمدی۔ قادیان۔

اللھم انت الشافی

جوہر شفا یعنی نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت فی تولہ عہ علاوہ محصولڈاک۔ جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ ہر چہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے

پتہ

دوائیں ؛ عزیز الرحمٰن قادر بخش انجینئر۔ قادیان

مندرجہ ذیل کتب تھوڑی تعداد میں باقی ہیں

قرآن شریف بطرز تیسیر القرآن درجہ دوم مجلد	٥/
حمائل شریف جیبی	عہ
احمدی حمائل شریف مترجم صرف پندرہ عدد حال میں دستیاب ہوئی ہیں۔ مجلد	صہ
حمائل شریف مترجم شاہ رفیع الدین مجلد چرمی	للعہ
سیرت المہدی مجلد	۱۲/
احمدیہ پاکٹ بک مجلد	۱۲/
تبلیغ حق تقریر حضرت مسیح موعودؑ	۲/
کلمہ طیبہ پر تقریر حضرت مسیح موعود	۲/

احباب جلد منگالیں۔

پتہ

کتاب گھر قادیان

اصلی ممیرے کا سرمہ اور ممیرا

مصدقہ حضرت مسیح موعودؑ و خلیفہ اوّل حکیم نورالدین صاحب

یہ سرمہ ککروں کے لئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ یا دھوپ کی چمک سے تکلیف ہو۔ خارش ہو۔ دھند ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے قیمت فی ڈبیہ درجہ اوّل عہ۔ ممیرا ۱۰ فی تولہ

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضاء ہے۔ جوڑوں کے دردوں کے لئے۔ کمر درد کے لئے بہت مفید۔ چہرہ کا رنگ زرد رہتا ہو۔ ہاضمہ کمزور ہو۔ کثرت پیشاب و جریان ہو۔ بواسیر۔ دق ہو۔ سینہ و دماغ کمزور ہو۔ اور ہر قسم کی چوٹ کے لئے اکسیر ہے:

المشتہر

احمد نور کابلی احمدی۔ موجد سرمہ ممیرا قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

زمانہ پلٹ گیا

آئیں کدھر ہیں آج قدردان کمال کے
کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

ناظرین والا تمکین قضا کا تو علاج نہیں اور نہ حیات و ممات کا خالق عالم کے سوا دوسرے کے قبضہ قدرت میں ہے۔ لیکن بقائے صحت و زندگی کے لئے ادویات کا استعمال ضروری ہے۔ انسان کا خاصہ ہے۔ کہ کبھی بیمار کبھی تندرست اسلئے ہر ایک شخص حصول صحت و بقائے تندرستی کی خاطر ہمیشہ اس کا متلاشی ہے۔ کہ کوئی اکسیر نسخہ ملجائے تو مشکلات حل ہو جاویں اور زمانے کی نئی رفتار اور روشنی بھی اسبات پر مجبور کرتی ہے کہ طب یونانی کے وقار و شہرت اور بقا کی خاطر اسکے کرشموں کا اظہار کیا جائے۔ اور نیز زمانے میں ایسے لوگوں کی کثیر جماعت نظر آرہی ہے۔ جو اسبات کی متلاشی ہے۔ کہ اگر کامل مجربات دستیاب ہو جاویں تو نا اہلوں کے ہاتھوں سے بچ جاویں۔ ان خیالات کو مد نظر رکھ کر بندہ نے کمال جستجو اور برسوں کی محنت شاقہ کے بعد بفضل خدا مجربات نورانی یعنی طب الفصانی چار سو صفحہ کی تالیف کی ہے جسمیں انسانی جسم کی تمام امراض نئی پرانی پیچیدہ داخلی خارجی بیماریوں کی شرطیہ مجرب المجرب ہزاروں نسخہ جات صدرے بہ تخفیہ درج کئے ہیں یعنی طب یونانی کا لب لباب و سرمایہ حیات و متاع زندگی کا نچوڑ لیکر دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس مجربات کے بیان کردہ قواعد پر عمل کر لیسے انسانی دینی و دنیاوی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انسان ہمیشہ تندرست چست و چالاک رہتا ہے اسبات کو دنیا نے مانا ہوا ہے کہ یونانی علاج معالجہ سے سراسر فائدہ ہے۔ نقصان کا احتمال نہیں۔ بلکہ طب یونانی جملہ علوم فنون کی سردار ہے۔ تمام ماہرین یعنی ڈاکٹر وید ہومیوپیتھک وغیرہ اس خرمن کے خوشہ چیں ہیں۔ ایسے کامل مجربات کی ایک جلد منگوا کر ملاحظہ فرماویں۔ اگر آپ ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالیں۔ تو دوسری جگہ ایسے مجربات نسخہ جات دستیاب نہیں ہو سکینگے جو آپ تھوڑے داموں اس کامل مجربات میں مل سکتے ہیں۔ قیمت فی جلد درجہ اوّل للعہ درجہ دوم ہے اور بلا جلد ہے:

مِلنے کا پتہ

حکیم نور محمد ولد حکیم مولوی فضل احمد مرحوم۔ مالک شفا خانہ مشیر صحت لاہور۔ کشمیری بازار

اشتہار

قابل قدر جرمن ادویہ

نیور الیستھین موتی

صرف ایک شہر سے دو سو بوتل ماہوار کا آرڈر

نیور الیستھین موتیوں کا اشتہار آپ الفضل میں پڑھتے رہے ہیں چار مہینے میں ہی ان کی شہرت ہندوستان میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ چاروں طرف سے آرڈر چلے آ رہے ہیں پچھلے ماہ میں تین سو بوتل وصول ہوئی تھی۔ وہ دس دن میں لگ گئی۔ پھر بذریعہ تار ایک ہزار بوتل کا اور ہمیں آرڈر دینا پڑا۔ اور اس وقت تین سو بوتل کے آرڈر قابل تعمیل پڑے ہیں۔ اور آئندہ پانچسو بوتل ہر ماہ بھیجے جانے کا انتظام کیا ہے۔ بلکہ امید نہیں ہے کہ یہ کافی ہو۔ چونکہ اس وقت دوا آ رہی ہے۔ فوراً درخواستیں دیجئے۔ تا دیر تک انتظار نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ ہم سب سے پہلے پہلی درخواستوں کی تعمیل کرتے ہیں۔ نیور الیستھین موتی گرمی میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ بلکہ گرمی کے کمزور کر دینے والے اثر کو دور کر دیتے ہیں۔ ہاں دوائی کی خوراک نصف کر دینی چاہئے۔ ان موتیوں کی تاثیر کے نئے سے نئے انکشاف ہو رہے ہیں۔ ایک صاحب جو مرض خنازیر سے سخت دبلے ہو گئے تھے۔ لکھتے ہیں۔ میں نے دس دن میں ایک سیر وزن حاصل کیا ہے۔ ایک وکیل صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کام کرتے وقت ان کو بے ہوشی کی سی حالت ہو جاتی تھی۔ اب وہ خوب کام کرتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں میں موتیوں کی شہرت کا باعث ہیں۔ ایک سب انسپکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ دو شیشیاں طلب کی تھیں۔ دوستوں ہی نے بانٹ لیں۔ جلد اور دو بوتلیں ارسال کریں۔ ایک جگہ ایک انگریز رئیس نے ان کا استعمال کیا۔ اب ان کی کوشش سے دو سو بوتل ماہوار کا آرڈر ہمیں موصول ہوا ہے۔ یہ موتی بے خوابی کمزوری حافظہ کی کمی۔ سستی کمر یا سر کے پورا نے درد دوران سر قوت باہ کی کمی۔ ذیابیطس۔ دبلا پن۔ سل کی ابتدائی حالت رگوں کے موٹے ہو جانے۔ اعصاب کی کمزوری دل کی دھڑکن۔ ہاضمہ کی خرابی۔ دودھ پلانیوالی ماں کے کمزور بچہ اور بڑھاپے کے اثرات کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ایک بوتل للعہ تین بوتل عـــہ

ہاضمہ کا نمک

یہ نمک قبض۔ اسہال۔ خون کی خرابی جوڑوں کی دردوں۔ بخار۔ پرانے نزلہ۔ کمر درد سوء ہضمی سستی کے لئے از بس مفید ہے کئی ہسپتالوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور تمام یورپ اور امریکہ میں مشہور ہے۔ اس کا نام۔ ایچ۔ بی۔ ڈی سالٹ ہے۔ اور

قیمت

فی بوتل ایک روپیہ ۸ / ر (عـہ)

آسی کیلسین ۱ و ۲

مرض اٹھرا کا مجرب علاج

بعض عورتیں ایام حمل میں بیمار رہتی ہیں۔ اور ان کے بچے چھوٹے چھوٹے فوت ہو جاتے ہیں۔ امریکہ اور آسٹریا میں ایک لمبے تجربہ کے بعد معلوم کیا گیا ہے۔ کہ ان کا سبب ماؤں کے جسم میں کیلسیم سالٹس کی کمی ہے۔ چنانچہ بیس سال کے تجربہ کے بعد جو جانوروں اور انسانوں پر کیا گیا ہے۔ آسی کیلسین دوا ایجاد کی گئی ہے۔

آسی کیلسین ۱ } ان ماؤں کے لئے جو ایام حمل میں بیمار رہتی ہیں۔ یا ان کے بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

آسی کیلسین ۲ } ان بچوں کے لئے جو کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ یا بعد پیدائش کے بیمار رہتے ہیں۔ یا جن کے بھائی بہن بچپن میں مر جاتے ہیں۔

قیمت

نمبر ۱ عـــہ / ر   نمبر ۲ عـــہ ۸ / ر   فی بکس

کالی کلوریکم } زخمی مسوڑوں اور دانت اور منہ کی امراض کا بے نظیر علاج ہے

قیمت فی ٹیوب ۱۰ / ر

ڈوسن ڈانٹ } منہ اور دانتوں کے صاف رکھنے اور بیماری کے روک تھام کرنے کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔

قیمت ۱۰ / ر

نیز ا ڈور } نزلہ روکنے کا آلہ۔ اسے دن میں تین دفعہ سونگھنے سے پہلے۔ نزلہ کے بار بار کے دورے اللہ تعالیٰ کے فضل سے رک جاتے ہیں۔

قیمت ۱۰ / ر

یوری کیلسین } جوڑوں کے درد اور گٹھیا کا نہایت مجرب علاج ہے

قیمت عـہ / ر

ملیریا کا حقیقی علاج } بعض لوگ کونین کو ملیریا کا علاج سمجھتے ہیں حالانکہ علاج وہ ہے۔ جو ملیریا کو روکے ملیریا مچھر سے پیدا ہوتا ہے۔ ملیریا کا علاج وہ دوا ہے۔ جو مچھر کو دور کرے۔ اور اس کے زہر کو فوراً دور کرے ہماری دوا۔ ماسکیٹوزول رات کو ہاتھ منہ اور پاؤں پر چار پانچ رتی مل لینے سے مچھر نزدیک نہیں آتا۔ اور اگر کسی وقت دو ڈکر حملہ بھی کرے۔ تو اسکے زہر کا یہ دوا جلد ہی ازالہ کر دیتی ہے۔ ملیریا کا اس سے بہتر علاج کوئی نہیں۔ قیمت فی ٹیوب عـہ / ر

دی الیسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان ضلع گورداسپور

مختصر خبریں

—— جنرل ٹاؤن شینڈ نے جو ایام جنگ میں قط العمارہ پہ حملہ آور ہوئے تھے۔ ۱۸ مئی بمقام پیرس وفات پائی۔ یہ ترکوں کے خاص ہمدردوں میں سے تھے۔

—— لنڈن ۱۷ مئی۔ لارڈ آلیور وزیر ہند بہت جلد ہندوستان آنا چاہتے ہیں۔ جو یہاں آکر ہندوستانی معاملات کا اچھی طرح مطالعہ کرینگے ۔

—— کلکتہ۔ ۱۶ مئی۔ ہتناپور کا پیغام مظہر ہے کہ بنگال کونسل میں سی۔ آر۔ داس پھر ممبر ہو گئے ہیں۔

—— شملہ ۱۶ مئی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کی ۱۵ مئی کی رپورٹ ہے کہ پولیس کی ایک جماعت پر مسعودیوں نے کوٹ اعظم کے مقام پر حملہ کیا۔ پولیس کے بارہ آدمی مارے گئے ۲ زخمی ہوئے۔ حملہ آوروں میں سے ۳ مارے گئے ۔

—— لنڈن ۱۴ مئی۔ ایک نئی گاڑی تیار ہوئی ہے جس کا وزن ۴½ ٹن ہے۔ اس میں پانچ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ دو مشین گنیں۔ رائفلیں اور ہزاروں گولے رکھے جا سکتے ہیں۔ یہ گاڑی ہر ملک میں ۵۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر سکتی ہے ۔

—— لنڈن ۲۰ مئی۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ اور ویلز میں ماتحت پارلیمنٹیں قائم کر دی جائیں۔

—— نیویارک ۱۷ مئی۔ برقی انتقال کے عمل کے ذریعہ امریکہ کی ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کمپنی نے ۶ عکسی تصویریں بڑی کامیابی کے ساتھ کلیولینڈ سے نیویارک کو منتقل کیں۔ یہ تصویریں ۷ انچ لمبی اور پانچ انچ چوڑی تھیں۔ جو اخبارات میں چھپ کر شائع ہو گئیں ۔

—— شملہ ۲۰ مئی۔ سر ایڈورڈ میکلیگن ۲۹ مئی بروز جمعرات شملہ سے روانہ ہو جائینگے۔ اور بمبئی پہنچ کر ۲ مئی کو پنجاب کی گورنری کا چارج سر میلکم ہیلے کے سپرد کر دینگے ۔

—— بھاگلپور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سوامی وِدیانند کو جو کونسل بہار میں سوراجیہ جماعت کی طرف سے امیدوار ہوئے ہیں۔ پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ ان کے ساتھ ۱۱ آدمی اور گرفتار ہوئے ہیں۔ الزام یہ لگایا گیا ہے کہ مزارعین کو انہوں نے اشتعال دلا کر بلوہ کرائے۔ دوران مقدمہ میں وکیل نے کہا کہ سوامی جی انشتراکی خیالات کی کاشتکاروں کو تلقین کر رہے تھے ۔

—— اخبار یادِ وطن جو سید حسین صاحب کی ادارت میں نیویارک سے نکلتا تھا کا داخلہ گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ہندوستان میں ممنوع قرار دیدیا ہے ۔

—— جرمنوں نے تحقیقات کی ہے کہ نوٹوں پر مختلف امراض کے جراثیم ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ طاعون۔ تپ محرقہ وغیرہ کے ایک ہزار جراثیم زمانہ قبل جنگ میں ہر نوٹ پر موجود ہوا کرتے تھے۔ اب انکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار ہو گئی ہے ۔

—— علی گڑھ ۱۷ مئی۔ نواب محمد یار جنگ جو خاندانی ریاست حیدر آباد دکن میں سے ہیں۔ انکی صاحبزادی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری لی ہے یہ پہلی خاتون ہے۔ جو علی گڑھ یونیورسٹی کے اس امتحان میں کامیاب ہوئی ۔

—— مہاشہ شردھانند صاحب نے ایک اپیل شائع کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ۱۶ ہزار ہندو اچھوت دس سال کے اندر عیسائی ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے مذہب میں واپس آنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ ان کی مالی امداد کا بندوبست کیا جائے ۔

—— پشاور۔ ۱۸ مئی۔ خوست میں جو شورش پیدا ہوئی تھی۔ اسے حکومت کی فوج نے دبایا ہے۔ اور مفسد لوگوں کو منتشر کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ جمع نہیں ہو سکے افغانی رسالوں کے اجتماع نے فسادیوں کو مایوس کر دیا ہے اسکے علاوہ احمد زئی اور غلزئی پٹھانوں کے اطاعت کر لینے سے بھی فسادی مایوس ہو گئے ہیں۔

—— لنڈن۔ ۲۰ مئی۔ موصل کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے قسطنطنیہ میں ترکوں اور انگریزوں کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ ترکوں کی طرف سے فتحی بے نے تقریر کی اور انگریزوں کی طرف سے پرسی کاکس مقرر تھے۔ ترک ساری ولایت کی بحالی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن انگریز انکو عراق کی حدود سے پرے رکھنا چاہتے تھے ۔

—— لنڈن ۲۰ مئی۔ روسی وفد نے برطانوی وفد سے ایک بسے عرصہ کے لئے قرض مانگا۔ اور سابقہ قرضہ کی ادائگی کا وعدہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم اس قرضہ کی سرکاری ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ ہاں روس پرائیویٹ طور پر قرضے لے سکتا ہے۔

—— مسٹر کالج صدر جمہوریہ امریکہ نے امریکہ کی طرف سے ٹوکیو میں جو جاپانی سفیر تھا اس کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔

—— بوڈاپسٹ ۱۲ مئی۔ اسمبلی نے ترکی کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر لیا ہے۔

—— پانچواں شہیدی جتھہ جو ضلع لائل پور سے روانہ ہوا تھا ۱۰ مئی کی شام کے چھ بجے جیتو پہنچ گیا۔ منتظم نابھہ و دیگر افسران نے جتھے کو ٹھیرا کر جتھہ دار سے پوچھا آپ کو اکھنڈ پاٹھ شروع کرنے کے لئے وہ شرائط منظور ہیں۔ جو کہ نوٹس میں ظاہر کی گئی ہیں یا نہیں۔ جتھہ دار نے انکار کر دیا۔ اسپر اس کو گرفتار شدہ سمجھا گیا۔ اور کہا گیا۔ کہ کیا آپ خود اسپیشل ٹرین تک چل کر سوار ہونگے یا موٹروں میں لے جائیں۔ انھوں نے کہا پہلے ہتھکڑیاں پہناؤ۔ پھر چلیں گے۔ چنانچہ رسمی کی ہتھکڑیاں پہنائی گئیں۔ اور وہ جتھہ سپیشل ٹرین میں سوار ہونے کے لئے چل پڑا۔ ایک گھنٹہ میں میدان صاف ہو گیا۔

—— مصر کے وزیر جنگ نے چیمبر میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ شرم کی بات ہے کہ ایک غیر ملکی آدمی مصری فوج کا اعلیٰ افسر بنایا جائے ۔

—— افریقہ۔ جنوبی امریکہ اور جزائر غرب الہند کے بعض حصص میں بڑی عمر کے لوگوں میں بھی مٹی کھانے کی عادت ہے۔ سوڈان میں دریائے نیل کی باریک مٹی کے بسکٹ بنا کر فروخت کئے جاتے ہیں (ایشیا مصری)

—— پادری زویمر مشہور و معروف عیسائی مشنری جو عربی کے فاضل اور اسلامی تاریخ کے ماہر بتائے جاتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی زندگی عالم اسلام کو مسیحیت کی تبلیغ کرنے کے لئے اور دنیا بھر کے پراٹسٹنٹ میں مسیحی مشنوں کو اسلام کے خلاف متحد کرنے کے وقف کر دی ہے۔ اپنے دورہ کے سلسلہ میں لکھنؤ آنیوالے ہیں ۔

—— دہلی ۱۶ مئی۔ کوئین میری سکول دہلی کو جسے کیمبرج مشن عرصہ سے